

رسائل و مسائل

ابن جریر طبری کا مسلک

جناب ملک غلام علی صاحب

سوال:- سیارہ ڈائجسٹ کے "سید مودودی نمبر" میں ایک مضمون "سید مودودی اور اقبال کے زیر عنوان صابر کلوری صاحب کے قلم سے چھپا ہے۔ اس میں مولانا نے مرحوم سے ملاقات، گفتگو وغیرہ کے سلسلے میں جیلانی صاحب اور آپ کا ذکر بھی ہے۔ صابر صاحب نے مولانا محترم سے جو سوالات پوچھے ان میں ایک یہ تھا کہ ابن جریر طبری کیا شیعہ یا ان کے نقطہ نظر کا حامی تھا تو مولانا نے جواب میں فرمایا کہ ایسا سمجھنا درست نہیں ہے اور اس موقع پر چند مثالیں بھی دیں مگر صابر صاحب لکھتے ہیں "افسوس ہے کہ اب یہ مثالیں مجھے ٹھیک طرح سے یاد نہیں رہیں۔"

آپ نے اپنی کتاب "خلافت و ملوکیت پر اعتراضات کا تجزیہ" میں بھی بسبیل تذکرہ اس الزام کو نقل کیا ہے کہ بعض حضرات ابن جریر کو شیعہ کہتے ہیں مگر اس کے جواب میں صرف اتنا کہنے پر اکتفا کیا ہے کہ یہ اعتراض والزام بالکل بے جا ہے اور جو باتیں ابن جریر نے لکھی ہیں وہ دوسرے مؤرخین و مصنفین نے بھی لکھی ہیں۔ مگر اس سے شیعیت والے الزام کی پوری طرح تردید نہیں ہوتی۔ اگر آپ اس مجلس میں شریک تھے اور آپ کہ مولانا محترم کے ارشادات یاد ہوں تو آپ ان کی تفصیل یا کم از کم خلاصہ ترجمان میں سے دیں کیونکہ یہ اعتراض اب بھی بعض حلقوں میں دہرایا جاتا ہے۔

جواب:- مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی جس گفتگو کا حوالہ آپ نے دیا ہے وہ اب میرے ذہن میں محفوظ نہیں رہی۔ میری قوتِ حافظہ امراض کے باعث پہلے ہی کمزور ہو چکی تھی، اس پر مستزاد مرحوم و مغفور کی رحلت کا صدمہ و سانحہ ہے جس نے میری یادداشت کو بالکل محو اور ملیا میٹ کر کے رکھ دیا ہے۔

سہ فرداودے کے تغزقے یک بار مٹ گئے وہ کیا گئے کہ ہم یہ قیامت گذر گئی
 میں سمجھتا ہوں کہ "خلافت و ملکیت" کے آخر میں "ماخذ کا بحث" کے زیر عنوان ابن جریر طبری کے
 متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے وہ بالکل کافی و شافی ہے۔ معلوم نہیں یہ حصہ آپ کی نظر سے گزر رہا ہے یا نہیں۔ اس
 میں متعدد ائمہ اہل سنت کی آراء امام ابن جریر کے متعلق نقل کر دی گئی ہیں اور حاشیے میں یہ بھی واضح کر دیا
 گیا ہے کہ ابن جریر نام کے ایک مصنف شیعہ بھی تھے جن کے حالات اصحابِ جہاں نے الگ بیان کیے ہیں۔
 میں نے جب ترجمان میں ابن جریر طبری پر تشیع کے الزام کا ذکر کیا تھا تو اسے پڑھ کر ہندوستان کے
 ایک عالم دین نے (جو لیبیا میں تھے اور جن کا اسم گرامی یاد نہیں پڑتا) اس الزام کے رد میں ایک مفصل
 مضمون "فاران" میں شائع کرایا تھا۔ متعدد دیگر اہل علم نے بھی اس کی تردید کی اور ثابت کیا ہے کہ ابن
 جریر طبری شیعہ نہیں تھے، بلکہ تفسیر، تاریخ، فقہ اور دیگر علوم میں اہل سنت کے بلند پایہ اور جلیل القدر
 امام ہیں۔

تاہم میں نوٹوں کے طور پر ابن جریر کے باب میں چند مزید اقوال — دوسروں کے اور خود ان کے —
 نقل کیے دیتا ہوں اور فیصلہ طالبین حق و انصاف پر چھوڑتا ہوں

تفسیر ابن جریر کا جو نسخہ مصر میں سید عمر الخشاب کے اہتمام سے مطبع المیرہ بلاق میں ۱۳۲۳ھ میں
 چھپا ہے اس کے آغاز میں امام جلال الدین سیوطی کی رائے الاقوال سے یوں نقل کی گئی ہے۔

و کتابہ اجل التفاسیر واعظما فانہ یعرض لتوجیہ الاقوال

وترجیح بعضها علی بعض والاعراب والاستنباط فهو یفوق بذلك
 علی تفاسیر الاقدمین۔

(ابن جریر طبری کی تفسیر سب تفسیروں سے زیادہ جلیل القدر اور عظیم الشان ہے۔ وہ
 مختلف اقوال کی توجیہ و تاویل کے بعد بعض کو بعض پر ترجیح دیتے ہیں اور توضیح و استنباط کرتے
 ہیں۔ اس لحاظ سے وہ پہلے کی تفاسیر پر فوقیت رکھتی ہے)۔

امام محی الدین نوروی فرماتے ہیں:

اجمعت الامة علی انه لم یصنف مثل تفسیر الطبری۔

دامت کا اس پر اجماع ہے کہ طبری کی تفسیر جیسی کوئی تصنیف نہیں لکھی گئی۔

امام ابو حامد اسفرائینی لکھتے ہیں :-

لو سافر رجل الى الصين حتى يحصل له تفسير ابن جرير لم

يكن ذلك كشيءاً -

(اگر کسی کو چین تک کا سفر محض اس لیے کرنا پڑے کہ اسے تفسیر ابن جریر حاصل ہو تو

یہ بڑی بات نہ ہوگی۔)

اس کے بعد اب میں ایک دو اقتباسات خود امام ابن جریر طبری کے ان کی تفسیر ہی سے نقل کرتا ہوں۔ اپنی

تفسیر کے آغاز ہی میں سورہ فاتحہ کی آیت اهدنا الصراط المستقیم میں دیکھیے کہ وہ صراط مستقیم کی

تشریح میں کیا لکھتے ہیں۔ اپنے تو وہ اسی تاویل کو ترجیح دیتے ہیں کہ اس "سیدھی راہ" کا اولین تعلق اسی دنیا

اور حیات دنیوی کی ہدایت سے ہے۔ پھر فرماتے ہیں :-

والذی هو اولیٰ بنا و اولیٰ هذه الایة عندی ان یكون معنیاً به وفقنا

للتبایات علی ما ارتضینته و وفقت له من النعمت علیہ من عبادك من

قول و عمل و ذلك هو الصراط المستقیم۔ لان من وفق لهما وفق له

من انعم الله علیہ من التبیین و الصدیقین و الشہداء فقد وفق

للاسلام و تصدیق الرسل و التمسك بالكتاب و العمل بها امر الله

به و الا نزل جبرائیل عنہ و اتباع منهج النبی صلی الله علیہ وسلم

و منها ج ابی بکر و عم و عثمان و علی و کل عبد الله الصالح و کل ذلك

من الصراط المستقیم۔"

آیت اهدنا الصراط المستقیم کی سب سے بہتر اور اقرب الی الصواب

تاویل میرے نزدیک یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ اے اللہ ہمیں اس قول و عمل پر ثابت قدم

رہنے کی توفیق عطا فرما جو تجھے پسند ہے اور جس کی توفیق تو نے اپنے انعام یافتہ بندوں کو بخشی

اور یہی صراط مستقیم ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے انعامات سے سرفراز ہونے والے انبیاء، صدیقین،

اور شہداء کو جس عمل کی توفیق عطا ہوئی، اس کی توفیق جسے بھی دی گئی اُسے دوسرے لفظوں

میں اسلام لانے، رسولوں کی تصدیق کرنے اور کتاب اللہ سے تمسک کرنے اور اللہ کے احکام

اور بجالانے کو اور نہ ہی سے بچنے کی توفیق ارزانی ہوئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے اور حضرت ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ اور سہرناک بندے کے طریق پر چلنے کی توفیق دی گئی اور یہ سب کا سب صراط مستقیم ہی میں شامل ہے۔

اس کے بعد ذرا آگے چل کر ابن جریر پوری سند کے ساتھ ابو العالیہ سے صراط مستقیم کی تفسیر عام کا زبانی یوں نقل کرتے ہیں:-

قال هو رسول الله صلی الله علیه وسلم وصاحباة من بعدہ ابو بکرؓ
وعمرؓ قال فذکرت ذلک للحسن فقال صدق ابو العالیہ ونصح
عاصم راوی ہیں کہ ابو العالیہ نے فرمایا کہ سیدھی راہ پر چلنے والے جن پر انعام ہوا وہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دو رفیق آپ کے بعد حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ ہیں۔ عام
کہتے ہیں کہ میں نے ابو العالیہ کا یہ ارشاد حضرت حسنؓ بصری کے سامنے بیان کیا تو انہوں نے
فرمایا:-

ابو العالیہ نے سچ کہا اور خالص خیر خواہی کی بات کہی۔

اب سوال یہ ہے کہ جس شخص کا ادنیٰ درجے میں بھی میلان تشیع کی جانب ہو، کیا وہ اپنی تفسیر کی بسم اللہ
اس انداز سے کرے گا؟ صراط مستقیم کی تاویل و توضیح میں جو کچھ ابن جریر نے لکھا ہے کیا سلف صالح اور
اہل سنت کے مسلک سے اس میں سرٹو بھی انحراف پایا جاتا ہے؟ ابن جریر نہایت صراحت کے ساتھ
خلفائے راشدین اربعہ کو انبیاء کی معیت میں شمار کر رہے ہیں اور انہیں صدیقین و شہداء کے زمرے میں
شامل قرار دے رہے ہیں۔ پھر وہ چاروں خلفاء کی وہی ترتیب بیان کر رہے ہیں جو اہل سنت کے ہاں
مستقم و مروج ہے اور حضرت علیؓ کا ذکر آخر میں کر رہے ہیں۔ جو شخص اس نظریہ و عقیدہ کا حامل ہے، ظاہر
ہے کہ وہ ہر ناز میں سورہ فاتحہ پڑھتے وقت جب سیدھی راہ کی جانب ہدایت کی دعائے مانگے گا تو رسول اکرمؐ
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس کے ذہن میں خلفائے راشدین ہی کا اسوہ و طریقہ اور ان کی سنت کا نقشہ

۱۔ ابو العالیہ بن مہران اور عاصم بن سلیمان دونوں کا شمار کبار تابعین میں ہوتا ہے جن کی ثقاہت و عدالت پر

اتفاق ہے۔ غ

اور تصور ہوگا۔ اگر ایسا فرد بھی شیعہ ہے تو پھر معلوم نہیں سنی کی تعریف کیا ہے اور اُسے کہاں سے تلاش کیا جائے گا۔

باقی رہی یہ بحث کہ ابن جریر کی تفسیر یا تاریخ میں بعض اقوال محل نظر ہیں، تو ہم کب کہتے ہیں کہ وہ امام معصوم ہیں اور ان کی ہر بات قابل قبول ہے۔ ابن کثیر جنہوں نے اپنی تفسیر و تاریخ میں چھٹا ہوا علمی ذخیرہ جمع کرنے کی کوشش کی ہے کیا ان کے ہاں کی ہر شے قابلِ اخذ ہے؟ ہمارے اسلاف کا یہ علمی و فکری ورثہ جو ہم تک پہنچا ہے اس کے معاملے میں حذما صفا و ددعما کدما (جو ضابطہ اُسے لے لو، جو نا صاف ہے اُسے چھوڑ دو) کا اصول اختیار کرنا چاہیے جو چیز اللہ کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ ثابتہ سے مطابقت رکھتی ہے وہ بسر و پیشہ قبول ہے، جو مطابقت نہیں رکھتی وہ ناقابلِ قبول ہے۔

— — — — —

بقیہ مہسوات

کر کے کسی ایک یا دو کے خلاف زور ڈالتے رہیں گے۔

نتیجہ یہ کہ عالمِ اسلام نوکھی، خود پاکستان میں بھی نضا اسلام یا وحدت پاکستان جیسے اعلیٰ مقاصد پر بھی اختلافی اراک کا ٹکڑاؤ جاری ہے۔

بہر حال مولینا محمد تقی عثمانی سے ہم امید کرتے ہیں کہ وہ اس بنیادی مسئلے پر مزید کاوش کریں گے۔